﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَه قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ﴾[ق:۳۷]

اِس میں اُس شخص کے لیے بڑی کام کی بات ہے جو صاحبِ دل ہو یا پوری توجہ سے کان دھرے۔

فارغ التحصیل طلبہ کے لیے

کام کی باتیں

اشاعت دوم:

شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق اپریل ۲۰۱۸ء

ترتیب وپیش کش:

رشید احمد مولانا موسیٰ پانچ بھایا، سیلودوی

استاذ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات (الہند)

MOBILE : 9924848237

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

عزیزانم فضلائے کرام! وَفَّقَکُمُ اللّٰہُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضیٰ!

السَّلام عَلَیْکمْ ورَحمَۃ اللّٰہِ وبَرَکاتہٗ

مندرجۂ ذیل امور کا دھیان رکھیں، ان شاء اللہ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔

① صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ تقویٰ ہی کی بہ دولت مضرتیں ٹلتی ہیں اور منفعتیں میسر آتی ہیں، ﴿وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجاً وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لا یَحْتَسِبْ، وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیٔ قَدْرا﴾ [الطلاق]؛ ”جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لیے معاصی ومصائب سے نکلنے کی راہ [Emergensy exit] بنا دیتا ہے، اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس نے سوچا بھی نہ تھا (یعنی جس میں اشراف نفس بھی نہ ہو)، اور اور جو کوئی اپنے کام اللہ کے حوالے کر دیتا ہے تو وہ اس کی کفایت وحفاظت کرتا ہے، یقین کرو کہ اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہتا ہے مگر اللہ نے ہر کام کا نظام الوقت مقرر کر رکھا ہے“۔

② دین کی جو بھی خدمت انجام دیں، اُس میں خلوص واخلاص اور حصولِ رضائے الٰہی مدِّنظر رہے۔ أَخْلِصْ دِیْنَك، فإنَّه یَکفِیْك العَمَلُ القَلِیْل. ”اپنی عبادت اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہونی چاہیے، اخلاص کی وجہ سے تھوری سی عبادت بھی تجھے کافی ہو جائے گی“۔ اگر اللہ آپ سے دین کا کوئی کام لے (اور اِن شاء اللہ ضرور لے گا) تو اپنی تعریف کے بھوکے نہ رہیں، اور اس کام کا ڈھنڈورا نہ پیٹیں اور اِدِّعائیت سے پرہیز کریں، اپنے آپ کو چھُپائیں: اپنی کسی تالیف یا لیٹر پیڈ وغیرہ میں اپنے نام کے آگے ”حضرت“ اور پیچھے ”دامت برکاتہم“ یا ”خلیفہ ومُجاز حضرت مولانا ...... مُدَّظِلّہٗ“ وغیرہ ہرگز نہ لکھوائیں اور نہ چھپوائیں۔

کیا آپ نے ولایت کے آخری پائیدان یعنی مقام صدقیت پر فائز خاتون: حضرت مریم علیہا السلام کی یہ تمنا وآرزو نہیں پڑھی؟ ﴿یٰلَیْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیاً مَّنْسِیًّا﴾ [مریم:۲۴]؛

’’کیا اچھا ہوتا کہ آج کے دن یعنی کلمۃ اللہ وروح منہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت باسعادت سے پیشتر ہی مرچکی ہوتی اور گمنام ہوگئی ہوتی‘‘۔ ان کی نگاہ دفع مضرت پر تھی نہ کہ جلب منفعت پر۔ مگر کیا آپ کی یہ آرزو پوری ہوئی؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ قرآن کریم میں ان کا چھتیس مرتبہ عزت واحترام سے نام لیا گیا ہے اور اس طرح آپ کا نام آپ کی مرضی کے برخلاف جزوِ قرآن بنا کر اُتارا۔ یہ ہے اجر وصلہ تواضع وفنائیت کا!۔

③ اگر آپ مدرس ہیں تو طلبۂ عزیز کا حق پورا پورا ادا کریں، کہیں ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی و’’تطفیف‘‘ نہ ہوجائے، ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ؛ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ؛ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ [المطففين:١]؛ ’’بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جو لوگوں سے خود کوئی شے ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں اور جب دوسرے لوگوں کو ناپ کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں‘‘۔

واضح ہو کہ: تطفیف سے پرہیز کا حکم شرعی صرف گاہک اور تاجر کی حد تک منحصر ومحدود نہیں ہے؛ بلکہ باپ بیٹے، میاں بیوی، بھائی بھائی، آقا وملازم اور استاذ وشاگرد وغیرہ سب کو عام ہے، یعنی: حقوق العباد کو بھی عام ہے اور حقوق اللہ کو بھی۔ امام دارالہجرت مالک بن انسؒ کا ارشادِ گرامی یاد رکھیے: لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِيْفٌ؛ ’’ادائیگیٔ حقوق کے حکم اور حق تلفی سے نہی کا مضمون ہر چیز کو عام اور محیط ہے‘‘۔

④ طلبہ کے ساتھ نرمی وتلطُّف کا برتاؤ کریں، اُن کی بھول چوک مُعاف کرتے رہیں، بے ادبی وگستاخی کو لیٹ گو کرتے رہیں، ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ، فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِيْ الأَمْرِ، فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ، إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾[آل عمران: ١٥٩]؛ ’’(بایں ہمہ محض اللہ کی رحمت کی بدولت آپ ان صحابہ کے لیے مہربان ہوگئے اور اگر بفرضِ مُحال آپ تُند خو اور سخت دِل ہوتے تو یہ لوگ آپ کا قُرب چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلے جاتے؛ لٰہذا اُن سے

درگذر کیجیے، اور ان کی مُعافی کی ہم سے سفارش بھی کیجیے، اور اہم اُمور میں اُن سے مشورہ بھی لیتے رہیے! پھر جب کسی بات پر آپ کی رائے جم جائے تو اس کو اللہ کے حوالے کر دیجیے؛ اللہ تو اُن لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اپنے سب کام اس کے حوالے کرتے رہتے ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی ہم کو یہی وصیت ہے: عَن أَبيْ هارُون العبَدي قال: كنَّا إذا أَتَيْنا أَبا سعِيْد الخُدْري قال: مَرْحباً بوَصيَّة رَسُول الله، إنَّ رسُوْل اللهِ ﷺ قَال لنَا: «إنَّ النَّاس لكمْ تبعٌ، وإنَّهم سَيأتُونَكم منْ أقْطار الأَرْض يَتفقَّهوْن فيْ الدِّيْن، فَإذَا جَاءُوكم فاسْتَوْصُوا بِهِم خَيْراً»؛ ''ابو ہارون عبدی سے منقول ہے کہ: جب ہم ابو سعید خدریؓ کے پاس حاضری دیتے تو فرماتے کہ آیئے تشریف لایئے، یہ ترحیبی بول بولنے کی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے، اللہ کے رسول نے ہمیں فرمایا تھا کہ لوگ آپ کے محتاج اور تابع ہوں گے وہ دین سمجھنے کے لیے زمین کے مختلف گوشوں سے تمہارے پاس آئیں گے، تو تم میری تاکیدی نصیحت سن لو کہ ان کا خیال رکھنا''۔ [ابن ماجه:٢٢]

يَسِّرا وَلا تُعَسِّرا، بَشِّرا وَلا تُنَفِّرا؛ ''اے میرے دونوں نمائندو! لوگوں کے ساتھ بجائے سخت گیری کے نرم روی کا معاملہ کرنا جس سے خوشی و مسرت حاصل ہو نہ کہ وہ بدکنے لگیں اور نفرت کریں''۔[البخاري:٣٠٣٨] ؛ إنَّمَا بُعِثْتُم مُيَسِّرِيْن. [ترمذي:١٤٧]؛ ''تم کو تو نرمی کرنے کا حکم ملا ہے''۔

إن الله لم يبعثني مُعَنِّتاًولامُتَعَنِّتاً ولكن بعثني معلِّمامُيسِّراً.(مشكاة شريف[بشرى]:٢،٢٥) اللہ نے مجھے نہ ضرر رساں بنا کر مبعوث فرمایا اور نہ ضدی بنا کر، البتہ مجھے سہولت فراہم کرنے والا استاد بنا کر مبعوث فرمایا۔

اور طلبہ کو اپنے کسی عمل سے دشمن نہ بنائیں! وہ نادان ہیں، آپ تو بحمد اللہ سمجھ دار ہیں؛ وہ چھوٹے ہیں، آپ تو بہر حال بڑے ہیں؛ اور مُعافی کے بعد آپ مزید بڑے بن جائیں گے ان شاء اللہ! کیوں کہ معاف نہ کرنے کی بنیاد، کم علمی، کوتاہ نظری اور قساوۂ قلبی ہے۔

⑤ اپنے ماتحتوں سے کبھی اپنا حق طلب نہ کریں؛ ورنہ آپ مَوْردِ اتّہام بن جائیں گے اور آپ کی نصیحتیں کارگر ثابت نہ ہوں گی۔ کیا آپ نے سورۂ لقمان میں نہیں پڑھا کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے صاحب زادے کو اولاً اللہ کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی، بعدازاں دوسری بھی نصیحتیں بیان فرمائیں؛ مگر خالق مجازی یعنی اپنے حق کا بالکل تقاضہ نہ کیا۔ یہ تو اللہ کا احسان ہوا کہ اس نے ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْناً﴾ [العنکبوت:۸] کی صورت میں شاندار پیوند لگا کر کے پند ہائے لقمان کو جامع ومکمل بنادیا۔ فَلِلّٰهِ الشُّكْرُ أَوَّلاً وَّاٰخِراً.

⑥ اگر آپ کی کسی ادارے یا مسجد سے وابستگی قدیم ہوجائے اور آپ سینیر ہوجائیں، اور اہلِ انتظام نے کسی نئے (جونیر) مدرس یا امام کا آپ سے اوپر والے درجہ میں تقرر کیا ہے، تو اپنی قدامت وسینریٹی کی وجہ سے اُس نو وارد مدرس وامام پر حسد نہ کریں اور نہ ہی اُن کی راہ میں مُزاحم بنیں۔ اگر آپ میں فضل وقابلیت ہے تو یقین کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا، شیطان اِسی غلط خیال کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام سے جلنے لگا تھا اور مردود ہوا۔

⑦ خارجی مصروفیات میں اتنا زیادہ انہماک نہ رکھیں جو آپ کے فرائضِ منصبی اور آپ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سدِّ راہ بنے، خواہ آپ کی یہ مصروفیات دینی وعلمی ہی کیوں نہ ہوں، اور خواہ آپ تنخواہ بھی نہ لیتے ہوں۔

⑧ نیا مدرسہ یا مسجد یا کوئی ادارہ قائم کرنے کے بہ جائے کسی پرانے کی اصلاح، حفاظت اور ترقی کی کوشش کیجیے، اور اگر قائم کرنا ہی ہے تو پہلے اُس کی ضرورت وحاجت کا خوب تحقُّق کرلو، اور اپنی نیت واخلاص کا بھی اچھی طرح جائزہ لے لو۔

کیا اپنے علمی وروحانی والد حضرت اقدس نانوتویؒ کے اخلاص کا عشرِ عشیر؛ بلکہ اس کا بھی دسواں حصہ ہم میں موجود ہے؟ کہیں خدا نہ خواستہ اس کارِ خیر میں ذاتی اغراض اور شخصی مفادات کی آمیزش ہوکر ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق نہ ہوجائے، اور شریف ودین دار مسلم عوام کی جیب پر جائز اور ناجائز بار اور بوجھ نہ بنیں۔ یہ نہ کہو کہ: اللہ کے لال بہت ہیں، اصحابِ خیر کی کوئی کمی نہیں ہے (آپ کی یہ بات

بہت درست بجا اور صحیح ہے، كَثَّرَ اللهُ أَمْثَالَهم)؛ مگر آپ اولوا الضرر اور اصحاب شر کیوں بنیں؟

لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِّنْهُ؛ الحديث؛ ''کسی مسلمان شخص کا مال بدوں اس کی رضامندی کے لے لینے کی گنجائش نہیں ہے''۔

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَومَ القِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [آل عمران:١٦١]؛ ''اور جو کوئی خیانت و چوری کرے گا تو اس کو روزِ قیامت میں چوری کردہ مال لے کر ہماری عدالت میں آنا ہوگا، پھر ہر کسی کو اس کے کرتوت کی پوری پوری سزا ملے گی اور اُن کی حق تلفی نہ ہوگی''۔

⑨ اگر خدانخواستہ کسی مدرسہ یا ادارے سے آپ کی علاحدگی ہوگئی تو کسی دوسرے مدرسے سے وابستہ ہو جاؤ، اور وہاں کے اولوالامر کی ماتحتی میں مطیع و شریف بن کر دینی خدمت شروع کردو -کامیاب بہوہی کامیاب ساس ہوا کرتی ہے-مگر خدارا! کوئی دوسرا ادارہ یا مدرسہ اس خیال سے ہرگز ہرگز قائم نہ کرنا کہ وہ آپ کی اور آپ کے اقربا کی محفوظ پناہ گاہ ہوجائے گی، اور یہ بھی خیال نہ کرنا کہ جب مؤسّس، مہتمم و سرپرست وغیرہ سب کچھ ہم ہی ہیں اور ہم کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہیں، اور ہمارے سر سے معزولی کی تلوار ہمیشہ کے لیے ٹل گئی ہے، تو یہ آپ کی خام خیالی، نادانی، عاقبت نااندیشی اور خدا فراموشی اور اللہ کی یاد سے غفلت ہوگی، نتیجۃً ﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ [التوبة:٦٧] کا مصداق ہوجاؤ گے العِيَاذ بِالله.

﴿وَمَن يَّعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَاناً فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ﴾ [الزخرف:٣٦]؛ ''اور جو کوئی، رحمٰن کی یاد سے اندھا اور غافل بنا رہا تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں، پھر وہ اسی کے ساتھ رہا کرتا ہے، اور وہ ان کو سیدھی راہ سے روکتے رہتے ہیں، حالاں کہ یہ ان کی خام خیالی ہے کہ ہم راہ یاب ہیں''۔

﴿أَيَحْسَبُ أَنْ لَّن يَّقْدِرَ عَلَيهِ أَحدٌ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالاً لُّبَداً أَيَحْسَبُ

أنْ لَّمْ يَرَه أحَدٌ﴾ [البلد:٥، ٦، ٧]؛ ''کیا وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا! کہتا ہے کہ: میں نے ڈھیروں مال اڑا ڈالا، کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا!''۔ ﴿أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللهَ يَرَى﴾ [العلق١٤]؛ ''کیا اس کو پتہ نہیں کہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے''۔

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ أَعْمىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيراً قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيٰتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسىٰ﴾ [طٰهٰ:١٢٥، ١٢٦]؛ ''اور جو کوئی میری یاد سے منہ موڑے گا تو اس کو دشوار ترین روزگار کا سامنا کرنا پڑے گا، اور روزِ قیامت میں ہم اس کو اندھا بنا کر اٹھائیں گے، تو وہ کہے گا کہ: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا، جب کہ مَیں تو دنیا میں خوب دیکھنے والا تھا؟ تو اللہ فرمائے گا کہ: جس طرح ہمارے احکام تیرے پاس پہنچے تھے اور تو نے انھیں بھلا دیا تھا، تو اسی طرح تجھے بھی آج بھلا دیا جائے گا۔

اس طرح کا مدرسہ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذنِ رَبِّهَا﴾ [إبراهيم:٢٤، ٢٥) ؛ ''کلمۂ طیبہ ایک ایسے پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوطی سے جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں بلند ہیں، وہ ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا رہتا ہے''۔ کے بجائے ﴿كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوقِ الأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ [إبراهيم:٢٦]؛ ''اور ناپاک بول کی مثال ایک خراب درخت کی طرح ہے جسے زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ پھینکا جائے، اُس میں ذرا بھی جماؤ نہیں ہے'' کا مصداق ہو جائے گا؛ اور جامِعةٌ أُسِّسَتْ عَلَى التَّقوىٰ کے بجائے کچھ اَور ہو جائے گا، ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُونَ عُلُوّاً فِيْ الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:٨٣] ؛ ''وہ پچھلا گھر ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص رکھتے ہیں جو زمین میں نہ تو بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور بہتر انجام پرہیزگاروں کے لیے مخصوص ہے''۔

اخلاص اور للّٰہیت کے پتلے: حضرت محدث کشمیریؒ کو اپنا اُسوہ ونمونہ بناؤ، جنھوں نے دار العلوم

دیوبند سے علاحدگی کے بعد دیوبند میں کوئی دوسرا متوازی دارالعلوم نہیں بنایا؛ بلکہ سملک ڈابھیل جیسی گمنام بستی میں فِروکش ہوگئے، اور خاموشی کے ساتھ اللہ کے دین کی خدمت میں لگ گئے، جس کی یہ دولت اللہ نے چھوٹے سے مدرسہ: ''تعلیم الدین'' کو دارالعلوم دیوبند ثانی بنادیا اور اُن کی باقیات الصالحات بن گئی۔

⑩ آپ کو چاہیے کہ ہر عالِم دین کی تصدیق کریں، نیز دینی امور میں اُن کی نصرت بھی کریں۔ ایک عالم دوسرے عالم کے خلاف رِیشہ دوانی ہرگز نہ کرے، نہ ان کی ''پگھڑی'' اچھالے، رائے اور فکر کا اختلاف تو جائز ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں؛ مگر شقاق ونفاق سے بالکلیہ محترِز رہیں اور تعاونِ باہمی سے دین کا کام کرتے رہیں، ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ [آل عمران]: ''یہ واقعہ بھی یاد رکھنا چاہیے جب کہ اللہ نے پیغمبروں سے اس بات کا عہد لیا تھا کہ جب میں تمھیں (دنیا میں مبعوث کرکے) کتاب وحکمت (نبوت وشریعت) مرحمت کروں اور تمھاری حینِ حیات میں کوئی دوسرا رسول بھی آگیا جو تمھیں دی گئی چیز (کتاب وحکمت) کو سچا بتائے تو تم اس کی تصدیق بھی کرنا اور ان کا ہاتھ بھی بٹانا۔ پھر اللہ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس بات کو مان لیا۔ اور ان باتوں پر مجھے پکا عہد دیتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے مان لیا، فرمایا کہ سو اب ایک دوسرے کے اقرار کے گواہ رہو، اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہدوں میں کا ایک شاہد ہوں''۔

﴿والذی أوْحَيْنَا اِلَيْكَ مِنَ الكتَابِ هُوَ الحَقُّ مُصَدِّقاً لِمَابَيْنَ يَدَيْه إنَّ اللهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيْرٌ بَصِيْر﴾. (اور اے پیغمبر! ہم نے تمھارے پاس بذریعۂ وحی جو کتاب بھیجی ہے وہ سچی ہی ہے، جو اپنے سے ماقبل کتابوں کی تصدیق کررہی ہے، بلاشبہ اللہ اپنے بندوں سے اچھی طرح باخبر ہے ہر چیز اس کے زیرِ نظر ہے)۔

جس طرح ہر نبی نے دوسرے نبی کی اور جس طرح ہر آسمانی کتاب نے دوسری آسمانی کتاب کی تصدیق کی ہے اُسی طرح ہر دینی ادارے اور مدرسہ کو بھی چاہیے کہ وہ بھی دوسرے دینی ادارے

اور مدرسہ کی تصدیق کرے اور تعاون باہمی سے کام لے۔

⑪ علاقائیت، لِسانیت، برادری اور بالخصوص تعلیمی اداروں اور مدرسوں وغیرہ کی عصبیت سے بالکلیہ احتراز برتیں، اپنے آپ کو دیگر مدارس کے فُضلا کے مقابلے میں ہرگز افضل نہ سمجھیں۔

﴿عَن عَبْدِ اللهِ بنِ جَعْفَر قَالَ: كانَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَايَنْبَغِيْ لِنَبِيٍ أَنْ يَقُوْلَ: إنّي خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بنِ مَتّى﴾(ابودود شريف:٤٦٧٠) رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کسی بھی پیغمبر کے لیے روا نہیں کہ وہ یوں دعوی کرے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

((أنا خَيرٌ مِنْه)) تو ناپاک بول ہے، اس طرح کرنے سے اولاً تو دین کا کام ہی نہیں ہوگا، یا اگر ہوگا بھی تو محدود تر ہوکر رہ جائے گا۔

⑫ عزتِ نفس کا خیال رکھیں، اہلِ انتظام اور اہلِ ثروت سے زیادہ خَلا مَلا نہ رکھیں، ہاں! ان کی بے ادبی بھی نہ ہونے پائے، اولوالامر کی اطاعت تو ہمارا مقدس دینی فریضہ ہے؛ مگر لاطَاعَةَ لمخْلُوق في مَعصِيَة الخَالِق؛ ''کسی مخلوق کی کوئی بھی ایسی بات نہ مانی جائے جس کے کرنے سے اللہ ناراض ہو رہا ہو'' ۔ بھی ملحوظِ نظر رہے، یعنی ہمارا کام افراط وتفریط سے محفوظ، معتدل ومتوازن رہنا چاہیے۔

⑬ قرآن وحدیث سے ہمیشہ وابستہ رہیں، کم ازکم صبح کو چند آیات کی تفسیر وتشریح دیکھ لیں، اور شام کو چند احادیث کا مطالعہ کرلیں: تَرَكْتُ فِيْكمْ أمْرَيْن، لَنْ تضِلّوا مَاتَمَسَّكْتُم بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ، وَسُنَّتِيْ؛ ''دو چیزیں میں تمھارے حوالہ کرکے جارہا ہوں، جب تک انہیں تھامے رہوگے وہاں تک تمہاری گمراہی کا کوئی سوال نہیں، ان میں سے ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری میری سنت وحدیث ہے'' ۔

⑭ کوشش ہونی چاہے کہ امت کے نونہالان زیادہ سے زیادہ دینی تعلیم سے جُڑ جائیں اور جڑے بھی رہیں، (خواہ آپ سے اکتسابِ فیض کریں یا کسی دوسرے مدرس اور کسی بھی دینی مدرسہ سے)، اور خیال رکھیں کہ کسی بھی طرح ان کی تعلیم کا انقطاع نہ ہو، ہرگز ایسا کوئی کام نہ کریں کہ شیطان راضی ہو اور رحمٰن ناراض ہو۔

⑮ اپنے والدین اور اولیا کا ہمیشہ آپ کو مشکور وممنون رہنا ہے جنھوں نے آپ کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، ﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ [لقمان: ١٤]: ''میرا بھی احسان مان اور اپنے والدین کا بھی''؛ اور اب آپ کو اپنے والدین اور اولیا پر مالی بوجھ بننا نہیں ہے؛ بلکہ خود محنت کرنا اور کسبِ معاش کرنا ہے، ﴿اِعملُوْا آلَ دَاوٗدَ شُكْراً، وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ [سبا:١٣]: ''اے گھرانۂ داؤد! ہاتھ پیر مارو اور روزی کماؤ؛ تاکہ اللہ کا احسان مانو اور ان کی شکر گزاری کرو، میرے احسان شناس بندے بہت ہی کم ہیں''۔

⑯ موبائل فون کی افادیت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے؟ اس کا استعمال ضرور کیجیے؛ مگر صرف بہ قدرِ ضرورت: «اَلضَّرُوْرَةُ تَتَقَدَّرُ بِقَدْرِهَا» اور وہ بھی ایسا موبائل ہو جس میں انٹرنیٹ کی صلاحیت نہ ہو؛ انٹرنیٹ کے منافع یعنی: کتابوں، قراءتوں، تقاریر، حمد ونعت وغیرہ پر نگاہ نہ رکھو! یہ سب شیطانی تزویرات، تلبیسات اور ملمّع کاریاں ہیں: کیوں کہ انٹرنیٹ میں جہاں کچھ منافع ضرور ہیں وہیں مفاسد بھی ہیں اور وہ بھی بہت بڑے۔ یہ انٹرنیٹ نہیں؛ بلکہ شیطانی جال، پھندا اور مضبوط داؤ پیچ ہے، جس میں گناہ کو نیکی کی صورت دی جاتی ہے اور گندگی کو ''حُسن'' کا نام دیا جاتا ہے، شیطان تو غَرُوْر (بڑا دھوکہ باز) ہے، دوست نما دشمن ہے جو بکری کے لبادہ میں ظاہر ہونے والا بھیڑیا ہے، اس سے ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیے اور اس کے دامِ فریب میں پھنسنا نہیں ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَاللهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللهِ الْغَرُورُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوّاً إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ [الفاطر:٥،٦]: ''اے لوگو! اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے، سو یہ دنیوی زندگی تمھیں ہرگز مغالطے میں نہ ڈال سکے، اور کہیں وہ بڑا دھوکہ باز شیطان تمھیں اللہ کا نام لے کر دھوکے میں نہ ڈال دے، شیطان تو تمھارا دشمن ہے سو اس کو دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے ٹولے کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں''۔

کیا کسی بڑے مٹکے میں چند ناپاک قطرے گر جانے کی وجہ سے پورا پانی ناپاک نہیں ہوجائے گا؟

نتیجہ تو ارذل کے تابع ہوا کرتا ہے ﴿قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا﴾ [البقرة:۲۱۹]: ''آپ استفسار کرنے والوں کو یہ جواب دے دو کہ: شراب اور جوے میں بہت بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے کچھ کچھ فائدے بھی ہیں؛ مگر ان کا گناہ، ان کے فائدے کے مقابلے میں بہت بڑا ہے''۔

انٹرنیٹ کے منافع سے ضرور مستفید ہوا جا سکتا ہے؛ مگر شرعی دائرہ اور دینی حدود میں رہ کر؛ البتہ شرعی دائرہ اور اسلامی حدود کی شناخت ہر کس و ناکس کو کہاں حاصل؟ اور جائز و ناجائز کے مابین کے خطِ فاصل کی معرفت ہر کسی کو کہاں میسر؟

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق		ہر ہوسناکے نہ داند جام و سندا ں باختن

اے وارثانِ رسولِ اکرم! ''تعمیر و ترقی'' ہمیشہ دشوار، وقت طلب، سست رفتار اور صبر آزما ہوا کرتی ہے، برخلاف ''تخریب و تنزُّل و انہدام'' نہایت سہل، آسان اور تیز رفتار ہوا کرتی ہے۔ دنیا کے مشہور عجوبہ: تاج محل کی تعمیر میں تقریباً ربع صدی کا قیمتی زمانہ صَرف ہوا، اور بے پناہ صَرفہ لگا، اور اس کے پیچھے کتنے ہی چھوٹے بڑے مہندسوں، انجینیر وں اور معماروں کا کردار رہا، اسی طرح ایک عالم فاضل کی شخصیت کی تعمیر میں بھی تقریباً اتنی ہی بڑی مدت خرچ ہوتی ہے اور بڑا پیسہ بھی صَرف ہوتا ہے، اور چھوٹے بڑے اساتذہ، مشائخ اور مربیوں کا عظیم کردار بھی رہا کرتا ہے۔ اب بتایئے! کہ ان دونوں میں کس کی وقعت، اہمیت اور نفع رسانی زیادہ اور دیر پا ہے؟ اور بتایئے کہ صورت و مُورت کے معماران افضل ہیں یا سیرت و شخصیت کے معماران؟ ظاہر ہے کہ جواب میں ثانی الذکر ہی کا نام آئے گا نہ کہ اول الذکر کا۔

یہ تو ہوئی بات تعمیر و ترقی کی، اب گفتگو کرتے ہیں تخریب، تنزُّل و انہدام کی، تو یاد رکھیے! کہ بلند سے بلند تر اور مضبوط سے مضبوط ترین عمارت کی تخریب و انہدام میں زیادہ محنت اور وقت درکار نہیں ہوگا، ضرورت ہوگی صرف انٹرنیٹ کی صورت کے ایک بم گولے کی اور صرف چند لمحوں اور ساعتوں کی۔

آپ کا رحمٰن و رحیم خدا تو ہرگز نہیں چاہتا اور نہ آپ کا رؤف و رحیم رسول اور نہ آپ کے اولیا، اساتذہ اور مربیان، کہ آپ کی بنی بنائی خوبصورت عالمانہ سیرت کا ''تاج محل'' خدانہ خواستہ ویران،

منہدم اور ملبے کا ڈھیر بن جائے!!!
﴿...وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَٰبَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ وَلاَ يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُواْ الْمَلاَئِكَةَ وَالنَّبِيِّيْنَ أَرْبَاباً أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آلِ عمران:۷۹،۸۰]؛ ''لیکن وہ رسول یہی کہے گا کہ: تم خدا رسیدہ بن جاؤ؛ اس لیے کہ تم کتاب اللہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہو، اور وہ رسول تمھیں یہ حکم نہیں دے سکتا ہے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب مانو، بھلا وہ کیوں کر حکم دے گا اسلام لے آنے کے بعد مرتد ہو جانے کا؟''۔ ﴿وَلاَ تَكُونُوا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثاً﴾ [النحل:۹۲]؛ ''اور تم اس پاگل عورت کی طرح نہ بننا جس نے سوت اچھی طرح کاتنے اور تیار کے بعد اسے اُدھیر کر تار تار کر دیا تھا''۔

واضح ہو کہ ہماری شریعت نے کچھ رخصتوں سے- باوجودیکہ وہ رخصت ہیں- سدِّ ذرائع اور پیش بندی کے طور پر منع فرمایا ہے: ﴿وَلاَ تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلاً﴾ [الإسراء:۳۲]؛ ''اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے رہروی ہے''؛ ﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾؛ ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور:۳۱،۳۰]؛ ''مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی ذری سی آنکھیں پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی تھوڑی سی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کو بچائے رکھیں''۔

ایامِ ماہواری میں ایک شوہر کے لیے اپنی زوجہ سے مباشرت (استمتاع ما فوق الازار) سے متعلق ام المومنین حضرت عائشہؓ کا فرمان: ((أَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ))؟ ''اپنے اندر بہت بڑا پیغام رکھتا ہے، یعنی کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کا حوصلہ، صبر اور ضبطِ نفس تم کو کہاں حاصل''؟؛ لہٰذا اس رخصت کو رخصت اور جواز کو جواز نہ سمجھو!

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا فِيْ فَوْحِ حَيْضِنَا أَنْ نَتَّزِرَ

ثُمَّ يُبَاشِرُنا، وَأَيُّكم يَمْلِكُ إرْبَه كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْلِكُ إربَه! [أبو داود شريف :٣٦]؛ ''ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: زیادتیِ حیض کے دنوں میں نبیٔ کریم ﷺ ہم ازواج کو لنگوٹ کس کے باندھ لینے کا حکم فرماتے، پھر ہم سے بلا حیلولۃِ لباس کے ہمارے بدن سے اپنا بدن ملاتے تھے؛ مگر اے میرے بیٹو! تم میں کا کون ہے ایسا جو اللہ کے رسول کی طرح حوصلہ، صبر اور ضبطِ نفس کا حامل ہو!!!''

مَنْ يَرْتَعِ حَولَ الحِمىٰ يُوْشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيه. (بذل المجهود:٢، ١٧٢) (جو کوئی جانور ممنوع و محفوظ شاہی چراہ گاہ کے اردگرد چارہ چرے گا، تو بہت ممکن ہے کہ وہ اس میں منہ مار دے، لہٰذا اس سے دور ہی رہا کرو)

الغرض! ان فرامین میں ہمارے لیے دواعیٔ گناہ سے دور رہنے کی پاکیزہ تلقین ہے۔

عزیزانم! مسلمان، دنیا کی وہ واحد قوم ہے جو برہنگی کو عیب اور فواحش کو گناہ سمجھتی ہے، حیا و پاک دامنی اور عفت و عصمت کو فضل و کمال مانتی ہے، اس کے یہاں حق اور باطل کا فرق ہے، اور حظر و اباحت کے مابین خطِ امتیاز ہے، اور حلال و حرام اور پاک و ناپاک کی اصطلاحات ہیں؛ مگر شیطان اور اس کے چیلے چپاٹے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ طرۂ امتیاز اور سمبول ختم ہو جائے، اور یہ کہ نکٹوں کی بستی میں کوئی ناک والا باقی نہ رہے۔ تو کیا ہم کو یہ گوارا ہوگا کہ ہماری بھی ناک کٹ جائے اور ہم نکٹے بن جائیں؟

انٹرنیٹ کی آمد سے جس قوم کا سب سے بڑا نقصان ہوا ہے وہ صرف اور صرف مسلم قوم ہے، جس کے نوجوانوں کے دلوں سے حیا، غیرت اور گناہ کی نفرت نکلتی جا رہی ہے، دیگر اقوام کے پاس تھا بھی کیا جو چلا جاتا؟ اور جس کا ماتم کیا جاتا؟ تم اپنی حیثیت، حقیقت، اپنے مقام اور اپنی غرضِ تخلیق سے آگاہ رہو۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَه عَرَفَ رَبَّهُ؛ ''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچانا''۔

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ [الحديد:١٦]؛ ''کیا ایمان والوں کے لیے اب تک وہ وقت

نہ آیا کہ اُن کے دل اللہ کی یاد اور اُترنے والے حق کے لیے گداز ہو جاتے، اور انھیں ان کی طرح نہیں بننا چاہیے جن کو پہلے کتاب ملی پھر ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی اور ان کے دل سخت ہو گئے، اور آج ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں''۔ ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَن يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ [یونس:۲۵]؛''اللہ تمام لوگوں کو امن وسلامتی والے گھر کی طرف آنے کو فرمارہا ہے، اور وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے''۔

فحش مناظر کے دیکھنے کو صرف آنکھ کا گناہ نہ سمجھا جائے اور اس کو معمولی خیال نہ کیا جائے، اگر سینما بینی ناجائز ہے، تو یوٹیوب، گوگل، واٹس ایپ، فیس بک وغیرہ سوفٹ ویرس اور طرح طرح کی ویب سائٹس پر دکھائے جانے والے مناظر اول الذکر کے مقابلے میں کہیں زیادہ گھناونے، بھیانک، حیاسوز اور مخرّبِ اخلاق اور مفسدِ عقائد ہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ گوگل وغیرہ بعض سوفٹ ویر تو شاتمِ رسول اور گستاخِ نبی بھی ہیں، ارے ہماری اسلامی حمیت اور دینی غیرت کہاں گئی؟ ان غلط ویب سائٹس اور سوفٹ ویرس کو اپنے موبائل میں چالو کر کے اور ان کا گاہک بن کر گناہ کے کام میں شریک وسہیم نہ بنیں، ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ:۲]؛''نیکی اور تقویٰ کے اُمور میں تو ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاؤ! مگر گناہ اور زیادتی کے امور میں نہیں!''۔

کیا کسی انسان کے اعضائے مستورہ کو دیکھنے کی ہمارے دین اسلام نے اجازت دی ہے؟ سیدنا حضرت عیسیٰ -عَلٰى نبيِّنا وَعلَيْه الصَّلاة وَالسَّلام- نے اپنے حواریوں سے استفسار فرمایا: تمھارے کسی ساتھی کا بدن اگر نیند یا غفلت کی حالت میں کھل جائے تو تمھارا اُس سے متعلق کیا عمل ورَوِیہ ہوگا؟ اُنھوں نے عرض کیا کہ: ہم اس کے بدن پر پردہ ڈال کر اس کی ستاری کریں گے۔

انٹرنیٹ کی یہ ویب سائٹس، یہ سوفٹ ویر ایک میٹھا اور لذیذ زہر ہے، مارِ آستین ہے، بئس القرین ہے اور شیطانی حربہ ہے جو کسی تباہ کن بم سے کسی طرح کم نہیں۔ سوشل میڈیا تو قوموں اور برادریوں کو لڑانے، ان کے مابین اشتعال ونفرت انگیزی، استحصال اور استغلال اور کردارکُشی وغیرہ جرائم کا ایک

آلہ بن کر رہ گیا ہے،اس کے استعمال کرنے اور اس سے شغف رکھنے والوں کے دلوں سے رقّت، مَودّت اور ہمدردیٔ خلائق رخصت ہوجاتی ہے،فواحش اور منکرات کی نفرت اور انسانیت، مروّت اور مکارمِ اخلاق نکلے جارہے ہیں، مَحرم ونامَحرم کی تمیز، حلال وحرام کا فرق ختم ہوجاتا ہے،اس میں وقت کا اور پیسے کا اور صلاحیتوں کا ضیاع اور اسراف ہے۔ ﴿إِنَّ المُبَذِّرِينَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينَ﴾ [الإسراء:٢٧]؛''بے جاو بے موقعہ خرچ کرنے والے، شیطان کے بھائی بند ہیں''۔

انٹرنیٹ کی ویب سائٹس اور سوفٹ ویر قومِ لوط یعنی اہلِ سدوم اور (قحبہ خانہ چلانے والے رئیس المنافقین) عبداللہ ابن اُبی بن سلول کی سیئات وفواحش اور بدکاریوں کا بدترین متعفّن اور بدبو دار ترکہ اور ورثہ ہے، جو نئے رنگ روپ میں نمودار ہوا ہے۔ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّذِيْنَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النور:١٩]؛''وہ منافقین جو ایمان والوں میں بے حیائی پھیلنے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے جب کہ تم نہیں جانتے''۔

﴿قَالُواْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ﴾ [هود:٧٩]؛''انھوں نے جواب دیا کہ: تجھے تو سب معلوم ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں ہے، اور تُوتو ہماری غرض جانتا ہی ہے''۔

شرعی لباس اور اسلامی وضع قطع تو ایک شریف انسان کو سینما بینی اور ٹی وی بینی سے بچانے میں مُمِد ومعاون ثابت ہوتا ہے؛ مگر موبائل میں موجود یوٹیوب، فیس بک وغیرہ گندی ویب سائٹس کو برتنے اور اس سے شغف رکھنے سے یہ پاکیزہ لباس اور شریفانہ وضع قطع بھی بچا نہیں سکتی ہے، اگر کوئی چیز اُسے بچا سکتی ہے تو وہ محض اللہ کی توفیق ہے، جو ربِ غفور کو منانے اور اس کے آگے گرگڑانے اور سچی پکی توبہ واستغفار ہی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ فَبِاللهِ التَّوْفِيْق وَمِنْهُ الإِسْتِعانَة .

ربّ العالمین کا پیغام اولادِ آدم کے نام!

ہم نے تمھاری تن پوشی کے لیے بھی اور تمھارے تجمُّل وتزیُّن کے لیے بھی لباس پیدا کیا ہے،

کہیں ایسا نہ ہو کہ آدم علیہ السلام سے جلا بُھنا شیطان، اولادِ آدم سے اس طرح بُغض و بیَر نکالے کہ بہلا پھسلا کر تمہارے بدن سے لباس اُتروادے اور تمھیں ذلیل وخوار کر چھوڑے، تمھارے باپ ماں کے بدن سے لباس اتارے جانے کا بھیانک منظر اپنے دل ودماغ میں تازہ کرلو! جب کہ وہ اپنے اس غلط مقصد میں کامیاب ہوگیا تھا، ابلیس اور اس کے چیلے چپاٹے تو تمھیں یک طرفہ طور پر ایسی کمین گاہوں سے تانک جھانک رہے ہیں اور تم پرواچ اور نگرانی رکھے ہوئے ہیں جہاں تک تمھاری نظر کی رسائی نہیں ہے۔

﴿يٰبَنِيْ آدَمَ لاَ يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْءَاتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لاَ تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لاَيُؤْمِنُونَ﴾ [الأعراف :۲۷]؛ سو تمھیں ہمیشہ شرعی لباس میں ملبوس رہ کر آدم وحوا کا صحیح النسب سپوت بننا ہے، اور اس کے فریب سے بچنا ہے اور اپنے باپ ماں کے مہذب عمل: ﴿فَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مَنْ وَّرَقِ الجَنَّةِ﴾؛ ''جب ان دونوں کا لباس اتر گیا تو فوراً اپنے بدن پر جنت کے پتے چپکانے اور چسپاں کرنے لگے''، کو اپنا اُسوہ ونمونہ بنانا ہے۔

اور ہمیں رحمۃ للعالمین ﷺ کا صحیح امتی بن کر ام المومنین حضرت عائشہؓ کے فرمان: ((مَا رَأَيتُ مِن رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَا رَأىٰ مِنِّيْ قَطُّ)) (دارقطني)؛ ''نہ تو میں نے آپ ﷺ کا ستر کبھی دیکھا اور نہ آپ نے میرا''، کی پوری پوری پیروی کرنا ہے۔ واللهُ وليُّ التَّوفيْق.

جعلی پیر، فقیر، عامل، مجاور یا کسی عالم اور مسلم رہبر کے نام سے دکھائی جانے والی ویڈیو کلپ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے؛ بلکہ سوچی سمجھی، بین الاقوامی گہری اسکیم اور نہایت مکروہ سازش ہے، جس کا مقصد مسلم عوام اور ان کے علما کے درمیان خلیج پیدا کرنا ہے، اور عوام کو اپنے خواص سے برگشتہ کرنا ہے، اور تاکہ عوام یہ سمجھنے لگیں کہ جب ہمارے بڑے ہی یہ کام کر رہے ہیں تو ہمارے لیے بھی یہ سب کچھ درست اور صحیح ہوگا۔

یاد رکھو! ارتکابِ فواحش سے اولاً تو علم آتا ہی نہیں، اور اگر آ بھی گیا تو بہت جلد چلا جایا کرتا ہے،

﴿وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِّنَ الجَاهِلِينَ﴾ [یوسف:۳۳]؛
''اگر تو نے مجھ سے اِن عورتوں کی سازش نہ ہٹائی تو ہوسکتا ہے کہ میرا دل بھی ان کی طرف مائل ہوجائے، اور میں علم سے محروم ہوجاؤں''۔

یاد رہے کہ انٹرنیٹ اور اس کی ویب سائٹس اور سوفٹ ویر استعمال نہ کرنے کی صورت میں کوئی قیامت نہیں آجائے گی، یا آپ کی ترقی رک نہیں جائے گی؛ بلکہ آپ کی مروّت، انسانیت، نیکی، تقویٰ، طہارت اور روحانیت میں اضافہ ہی ہوگا، ان شاء اللّٰہ۔

علامہ شبلی نعمانیؒ فرماتے ہیں کہ: دیگر اقوام کی ترقی اس میں ہے کہ وہ آگے بڑھتے جائیں، بڑھتے جائیں (تا آں کہ جنگلی درندے بن جائیں [رشید احمد])، اور مسلمانوں کی ترقی اس میں ہے کہ: وہ پیچھے ہٹتے جائیں ہٹتے جائیں؛ تا آں کہ صحابہ کی صفوں سے جاملیں۔

سینما اور فلم بینی سے متعلق طلبہ سے خطاب کے دوران حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: تمھارا مقام تو شہزادوں سے بھی زیادہ بلند وبالا اور لائق وفائق ہے، جب کہ فلموں اور سینماؤں کی آوارہ عورتیں، بھنگنوں سے بھی زیادہ گئی گذری اور بدتر ہیں، ان میں اور تم میں کیا مناسبت؟ ((شتّان بينهما)) چہ نسبت خاک را بہ عالَم پاک؟؛ لہٰذا اپنے مقام ومنصب کو پہچانو! اور اِن گندگیوں سے بچو!

اپنے مَن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی		تُو میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

مجھے بتایئے کہ: مذکورہ بالا اُمور از قبیل مُنکرات ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو ان سے خود بھی رُکیے اور اپنے ہاتھ واختیار سے دوسروں کو بھی روکیے؛ ورنہ زبان سے روکیے، یہ بھی نہیں کرسکتے تو کم از کم دِل سے تو اُسے ضرور بُرا مانو؛ ورنہ کب تک اپنے ایمان کی خیر مناؤ گے؟ مَنْ رَأى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْه بِيَده، فإنْ لَمْ يستَطِع فَبِلسَانِه، وَإنْ لم يَسْتَطِع فبِقلْبِه؛ وَذٰلكَ أَضْعَفُ الإِيْمَان. [مشكاة شريف، ج ۲، ۲۸۸]

اللہ تعالیٰ آپ کو دینِ اسلام اور نبوی علوم کی خدمت کے لیے قبول فرمائے، آپ کی عزت، معاش، صحت و عافیت میں بھرپور برکات نازل فرمائے۔ اور خدا کرے آپ کسی کے دست نگر نہ بنیں اور قناعت و کفاف کی زندگی گزارنے کی توفیق ارزانی ہو۔

أستَودِعُ اللهَ دِينَكُم وأَمَانَتكَم وَخوَاتِيمَ أعمَالِكُم؛ زَوَّدَكُم اللهُ التَّقوىٰ، وَغَفَرَ ذُنُوْبَكُمْ، وَوَجَّهَ إِلَيكُمُ الخَيرَ حَيثُ مَاتَوَجَّهْتُم؛ فَاللهُ خَيرٌ حِفظاً وَّهُوَأَرحَمُ الرَّاحِمِينَ .

والسلام

الفقیر الی اللہ الغنی:

رشید احمد مولانا موسی پانچ بھایا سیلودوی

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات

۷/شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ

۲۴/اپریل ۲۰۱۸ء

کتاب کی فریاد اپنے حامِلین سے!

* مجھے بلا طہارت و بلا نظافت ہاتھ نہ لگائیں، خاص کر اس وقت جب کہ مَیں متلو یا غیر متلو وحی کی صورت میں ہوں۔

* غلط یا بدنُما خط میں لکھ کر میرے حسین چہرے کو مُثلہ نہ بنائیں۔

* مجھے بچوں کی دَسترس سے بالاتر رکھیں، مَیں کوئی کھلونا نہیں ہوں۔

* میری پنکھڑیوں کو رِفق و مُلاطفت کے بغیر نہ چھوئیں؛ میرا جسم پھولوں سے بھی نازک تر ہے، ہاں! اُس کا افادہ وقتی اور عارضی ہے؛ مگر میرا دائمی، لازوال اور غیر فانی۔

* مجھے بیل بوٹوں، تصویروں، دستخطوں، تمرینوں، حسابی شکلوں اور جغرافیائی نقشوں کی نمائش گاہ نہ بنائیں؛ میں کوئی تختۂ مشق نہیں ہوں۔

* مجھے تکیہ نہ بنائیں، یا مجھ پر کوئی چیز نہ رکھیں؛ یہی میری شرافت کا مُقتضا ہے۔

* مجھے قلم دان، صندوق البرید یا کاپی، کاغذ کی فائل نہ سمجھیں: مَیں کوئی کوڑا دان نہیں ہوں۔

* اگر میری حیثیت مملوکیت کی ہے، تو بھی مجھ پر اپنے نام، ولدیت اور سکونت سے زیادہ کچھ نہ لکھیں بہ شرطے کہ آپ کا خط خوبصورت ہو؛ ورنہ رَبڑ کی مہر مجھے زیادہ پسند ہے۔

* اگر میری حیثیت مُستعار کی ہے، تو اپنا نام مجھ بے زبان پر لکھ کر ظلم نہ کریں؛ اور وقت موعود پر میرے مالک سے ملا کر قرار اور تسکین بخشیں؛ ہاں! یہ بھی خیال رہے کہ مَیں کہیں نظرِ بد کا نشانہ بھی نہ بنوں۔

* مجھے بے پردہ چھوڑ کر رُسوا نہ کریں: جِلد کا نِقاب پہنا کر میرے حسن و جمال کو محفوظ رکھیں۔

* اگر مَیں تجلید کے مرحلے سے گذروں، تو میرے حواشی کو زیادہ کاٹ کر ''بُڑھیا کا باز'' نہ بنائیں۔

* مجھے مُستعار نہ مانگو، کیا کوئی محبوب عاریت پر دیا جاتا ہے؟۔

* مجھے مفت حاصل کرنے کی تمنا نہ کرو؛ کیا کبھی متاعِ عزیز کی خریداری میں بُخل روا ہوتا ہے؟

* مجھے کِرم خانہ نہ بناؤ؛ صبر ایوبی مجھے کہاں نصیب؟!!۔

بقلم: رشید احمد مولانا موسیٰ پانچ بھایا